الهدية السنية

مؤلفہ

علامہ سلیمان بن سحمان نجدی

کا اردو ترجمہ

تحفۂ وہابیہ

مرتبہ

خاکسار اسماعیل غزنوی

امرتسر

مفت

بحکم

جلالۃ الملک

امام عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل سعود

ملک الحجاز و نجد و ملحقاتہا

اَیَّدَہُ اللّٰہُ بِنَصْرِہٖ

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام محمد عبداللہ منہاس پرنٹر چھپا

پبلشر:- اسماعیل غزنوی

أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا
رَبَّ الْعَالَمِينَ - کیا تم کو معلوم ہے کہ جس چیز کی تم اور تمہارے باپ دادعبادت کرتے رہے وہ سب
کے سب میرے دشمن ہیں۔ میری محبت صرف ایک پروردگار عالم سے ہے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کا اسوہ حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى
تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ تمہاری اقتدا کیلئے بہترین نمونہ یا اسوہ حسنہ ابراہیم علیہ السلام کا وجود مبارک
اور اُن کے ساتھیوں کی زندگی میں ہے۔ جب اُن لوگوں نے اپنی قوم سے یہ کہا ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے
بیزار ہیں جنکی خدا کے سوا عبادت کر رہے ہو ہم میں اور تم میں کھلی عداوت اور دشمنی ہے تا آنکہ تم ایک خداوند تعالیٰ پر ایمان لاؤ

اور ایک اور جگہ پر یوں بھی اُس کا ذکر کیا:۔

واسئل من ارسلنا من قبلك رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الهة يعبدون
اور جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا اُن کی تعلیم پوچھ دیکھو کیا ہم نے خدا کے سوا کوئی اور معبود
بنائے ہیں جس کی عبادت کی جائے۔

اور نوح علیہ السلام اور اسی طرح ہود، صالح، شعیب کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے کہ ان سب نے
اپنی قوم سے یہی کہا:۔

اعبدوا الله مالكم من اله غيره - کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود
نہیں اور اہل کہف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

انهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدى - وربطنا على قلوبهم اذ قاموا فقالوا ربنا
رب السموٰت والارض لن ندعوا من دونه الٰهًا لقد قلنا اذاً شططا - هٰؤلاء قومنا
اتخذوا من دونه الهة لولا يأتون عليهم بسلطان بين فمن اظلم ممن افترى
على الله كذبا - کہ وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے اور روز بروز ہم ان کو
زیادہ ہدایت دیتے گئے۔ ہم نے اُن کے دلوں پر استقلال کی گرہ لگا دی کہ جب اُن کو بادشاہ وقت
نے بت پرستی پر مجبور کیا تو وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بول اُٹھے کہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو
آسمان و زمین کا پروردگار ہے۔ ہم تو اس کے سوا اپنی حاجت روائی کے لئے کسی دوسرے
معبود کو پکارنے والے نہیں ہیں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم نے بڑی ہی بیجا بات کہی۔ ایک یہ ہماری

قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے سوا ...... دوسرے معبود اختیار کر رکھے ہیں۔ ان کے معبود ہونے کی کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے۔ جو شخص خدا پر جھوٹ و بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔"

اور قرآن کریم میں دو جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ "کہ اللہ تعالےٰ یہ گناہ کبھی نہیں بخشیگا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا جائے۔"

اور ایک جگہ پر یوں بھی فرمایا:۔

انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و ماواہ النار۔ "کہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا۔ اللہ نے اُس پر جنت کو حرام کردیا۔ اور دوزخ میں اُس کا ٹھکانا ہوگا۔"

شیخ محمد بن عبد الوہاب فرمایا کرتے کہ ان آیات اور اس مضمون کی دوسری آیات میں وہ شرک بھی داخل ہے جو قبر پرست اور نبیوں، فرشتوں اور صالح بندوں کی عبادت کرنے والے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عرب جس قسم کے شرک میں مبتلا تھے اور جس شرک کے مٹانے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے وہ یہی تھا کہ وہ انبیاء اور صلحاء سے دعائیں مانگتے اُنہی سے اپنی حاجت روائی کے لئے التجا و فریاد کرتے اور اُن کی قدر و منزلت اور تقرب بارگاہ الٰہی کو اپنی دعا کی قبولیت کے لئے وسیلہ بناتے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا ینفعہم ولا یضرہم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ

وقال تعالیٰ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ بل ضلوا عنہم وذلک افکہم وما کانوا یفترون۔ "مشرکین عرب خدا کے سوا اُن کی عبادت کرتے ہیں کہ جو نہ تو اُن کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ تو ہمارے سفارشی ہیں خدا کے سامنے تو خدا کے سوا جن چیزوں کو انہوں نے تقرب خدا حاصل کرنے کے لئے اپنا معبود بنا رکھا تھا اگر اُن کو قدرت تھی تو انہوں نے عذاب کے وقت اُن کی کیوں نہ مدد کی۔ مدد کرنا تو درکنار وقت پر یہ تو اُلٹے اُن کی نظر سے غائب ہی ہوگئے اُن کے جھوٹ اور بہتان طرازیوں کی حقیقت تھی جو اب ظاہر ہوئی۔"

شیخ موصوف فرماتے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مشرکین نے اس عقیدہ کا کبھی بھی اظہار نہیں کیا کہ انبیاء اولیا، صلحا اور فرشتے خدا کی خدائی میں شریک ہیں یا زمین و آسمان کی پیدائش میں خدا کے ساجھی ہیں۔ اور نہ کبھی انہوں نے یہ کہا کہ مخلوقات خداوندی کے کسی ایک ذرہ میں یا دنیا کے انتظامات

اور ایجاد مخلوقات اور تاثیرات اشیاء میں وہ بذات خود مستقل ہستی رکھتے ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ نے کیا ہے:-

ولئن سألتهم من خلق السمٰوٰت والارض ليقولن الله قل افرأيتم ماتدعون من دون الله ان ارادني الله بضر هل هن كاشفات ضره او ارادني برحمة هل هن ممسكات رحمته - قل حسبي الله عليه فليتوكل المتوكلون - اگر آپ ان مشرکین سے سوال کریں کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے: تو پھر آپ ان سے کہئے کہ خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو اگر اللہ تعالےٰ مجھے کسی دکھ میں ڈالنا چاہے تو کیا یہ اُس دکھ سے بچا سکتے ہیں اور اگر اللہ تعالےٰ اپنی رحمت میں مجھے لینا چاہے تو کیا یہ خدا کی رحمت کو روک سکتی ہیں؟ جب یہ نہیں تو پھر ان سے کہدیجئے کہ ایک اللہ مجھ کافی ہے اور اُسی کو اپنا کارساز سمجھکر اُس پر توکل و اعتماد رکھیں:

پس مشرکین کو اس کا اعتراف و اقرار ہے اور کبھی انہوں نے اس میں اختلاف و نزاع نہیں کیا۔ کہ زمین و آسمان کی پیدائش یا دنیا کے نظم و نسق میں کوئی خدا تعالےٰ کا شریک ہے۔ اسی لئے صیغۂ استفہام کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے اس کا ذکر کیا۔ اور ان جملوں کے ساتھ اُن پر حجت قائم کی اور جو نفع و ضرر کے مالک نہیں اُن کی عبادت کو غلط اور باطل قرار دیا۔ آیت قرآنی میں ضرٍ اور رحمۃٍ کو صیغہ نکرہ کے ساتھ ذکر کرکے ان کے عموم کو ثابت کیا یعنی چھوٹے سے چھوٹا نفع یا نقصان بھی خدا کے سوا نہیں پہنچا سکتا دوسری جگہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو دہرایا جو آیۃ قل لمن الارض ومن فيها ان كنتم تعلمون الى قوله فانى تسحرون۔ اور ایک آیت میں فرمایا:-

ومايؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون۔ ان میں سے اکثر کی یہ حالت ہے کہ وہ ایک طرف خدا پر ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ شرک بھی کرتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ مشرکین جو خدا کی ربوبیت اور اُس کے مِلک قدرت کا اقرار کرتے تھے اس آیت میں اُسی کی ایمان سے تعبیر کی گئی ہے۔ اور باوجود اس اقرار کے جو غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اُسکو شرک ٹھہرایا:

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے فرمایا کہ قرآن کریم کے کئی ایک مقام پر بتفصیل یہ موجود ہے کہ بعض مشرکین نے فرشتوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا بعض نے انبیاء اور صلحاء کو، بعض نے چاند ستاروں کو، بعض نے بتوں کو۔ اور خداوند تعالےٰ نے اُن سب کی تردید کی اور سب کو خدا کی توحید کا

منکر اور غیر اللہ کا پجاری بتایا۔ چنانچہ فرمایا:۔

ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وقال لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملئکۃ المقربون وقال تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم

خداوند تعالیٰ تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنا رب بناؤ۔ کیا تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد وہ تمہیں کفر کا حکم دیگا۔ اور فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی اس سے انکار نہیں کرینگے کہ وہ ایک اللہ کے بندے اور اُسکے غلام ہیں اور نہ ہی ملائکہ مقربین کو اس سے انکار ہو سکتا ہے۔ یہود کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کے سوا رب بنا لیا۔ اور اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں کہ جس سے ایک مومن صادق معلوم کر سکتا ہے کہ انبیاء و صلحاء کی عبادت شرک ہونے کے لحاظ سے یا غیر اللہ کی عبادت کے خیال سے ایسی ہے جیسا کہ چاند ستارے اور بتوں کی عبادت شرک ہے ؏

شیخ موصوف نے یہ فرمایا کہ وہ عبادات جنہیں مشرکین نے اپنے معبودان باطل کے لئے جائز کر رکھا تھا۔ وہ یہی ہیں۔ محبت، خشوع و خضوع، توکل، دعا و فریاد، خوف، و امید، طلب مدد، نذر و نیاز اور قربانی، خوف و امید کی بنا پر طواف اُن کو اپنی امیدوں کا مرجع سمجھنا۔ اُن کے فیوض و احسانات اور عنایات کے ساتھ دلوں کی وابستگی کرنا۔ اور یہی وہ چیزیں ہیں جنہیں اشرف العبادات سمجھنا چاہیئے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جنہیں تمام اعمال اسلامیہ کا خلاصہ کہنا چاہیئے۔ اور جو عمل بھی اس سے خالی ہوگا وہ ناقص و مردود ہوگا۔ کفار و مشرکین میں سے جس کسی نے ان چیزوں کو خدا کے سوا کسی اور کے ساتھ بھی قائم کیا اُس کے مشرک ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اور اس چیز کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں کیا گیا ہے:۔

افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون وقال تعالیٰ ام لھم الھۃ تمنعھم من دوننا لا یستطیعون نصر انفسھم ولا ھم منا یصحبون۔ وقال تعالیٰ أاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمن بضر وقال تعالیٰ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یُخلقون۔ کیا وہ ذات پاک جو پیدا کرتی ہے اس جیسی ہو سکتی ہے جو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتی کیا اسپر بھی نصیحت نہیں پکڑتے ؟ کیا ان کے

کوئی اور خدا ہیں جو انہیں ہمارے عذاب سے بچا سکیں۔ نہ تو یہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دیگا۔ اور فرمایا کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود بناؤں اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے۔ مگر یہ جو لوگ خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ کوئی چیز ہی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔

اہل دوزخ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالے نے ان کا یوں حال بیان کیا کہ جن معبودان باطل کی وہ دنیا میں عبادت کرتے رہے ان سے کہیں گے۔ آیت (تاللہ ان کنا لفی ضلال مبین اذ نسویکم برب العلمین) خدا کی قسم ہم صریح گمراہی میں مبتلا تھے جب کہ ہم تمہیں خدائے رب العالمین کے ساتھ برابر کرتے تھے۔

اور یہ معلوم ہے کہ کفار نے کبھی بھی اپنے معبودان باطل کو پیدائش تدبیر عالم اور تاثیر اشیاء میں کبھی بھی اللہ کے ساتھ برابر نہیں کیا تھا۔ مساوات صرف محبت خشوع وخضوع تعظیم ودعاء اور اسی قسم کی عبادات میں تھی۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رح نے فرمایا کہ اسی قسم کے مشرکین جو اولیاء اور صلحاء کی عبادت کرتے ہیں ہم ان کے مشرک ہونے کا فتوے دیتے ہیں۔ اور انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ مگر جبکہ ان پر تعلیم نبوی (صلعم) کے رو سے حجت واستدلال قائم کریں اسکے سوا اور گناہ جو مرتبے اور فساد ہیں اس سے کم کی اس کی وجہ سے ہم کافر نہیں کہتے اور نہ اہل قبلہ کو بمجرد عبادت قبور کیوجہ سے ہم کافر کہتے ہیں اور غالی قدریہ۔ جہمیہ۔ رافضیہ وغیرہ فرقے جنکو سلف امت نے ان کے غلو کی وجہ سے کافر کہا ہے۔ ہم دین کے اماموں اور مفتیوں کے اقوال وفتاوی سے اسباب میں خروج نہیں کرتے۔ بلکہ جو کچھ سلف صالحین نے ان کے متعلق کہا ہے وہی ہم کہتے ہیں۔ اور اللہ کے سامنے ان تمام لغویات سے جو خوارج نے کی ہیں اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم معمولی گناہ پر مسلمانوں کو کافر کہیں۔

اور امام موصوف نے یہ بھی کہا کہ صرف کلمہ شہادت کے پڑھ لینے سے اور بغیر اسکے معنی جانے اور اسپر عمل کئے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسی صورت میں یہ بنی نوع انسان پر ایک حجت ہوگی کہ کلمہ شہادت اسکو پہنچا اور اسنے نہ اسکو سمجھا نہ اسپر عمل کیا۔ بخلاف ان لوگوں کے کہ جو کہتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف اقرار کافی ہے جیسے کہ کرامیہ اور جہمیہ۔ کیونکہ اللہ تعالی نے ان منافقین کی تکذیب کی جنہوں نے زبانی اقرار وتصدیق کا اظہار کیا تھا۔ باوجودیکہ انہوں نے نہایت ہی مؤکد الفاظ میں کہا اور اسکو شہادت سے تعبیر بھی کیا جیسا کہ فرمایا (اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک

لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکٰذبون) جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اسکے رسول ہیں اللہ اس بات کی بھی شہادت دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں منافقین نے شہادت اور للام تاکید کا اور جملہ اسمیہ کا استعمال کرکے نہائت مؤکد طریق پر شہادت رسالت دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی تکذیب کی اور اسی طریقے سے مؤکد طریقے کے ساتھ تردید کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں اقرار صادق اور عمل صالح کا ہونا ضروری ہے۔ پس جس شخص نے لا الہ الا اللہ کی شہادت دی اور غیر کی عبادت کی پس فی الحقیقت اُس کی کوئی شہادت نہیں، اگرچہ وہ نماز روزے کا پابند ہے۔ اور اگرچہ وہ زکوٰۃ دیتا ہے اور دوسرے اعمال اسلام کو بھی ادا کرتا ہے کیونکہ اللہ نے ان لوگوں کے متعلق جو بعض کتاب پر تو ایمان لے آئے اور بعض کو جھٹلا دیا فرمایا:

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ (وقال) ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا۔ کیا تم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے کفر کرتے ہو، دوسری آیت میں فرمایا۔ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسول میں تفریق ڈالدیں یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ بیچ میں ایک نیا راستہ پیدا کرلیں۔ مگر یہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ لوگ کھُلے کافر ہیں؛

اقسام کفر

کفر دو قسم ہے ایک مطلق اور دوسرا مقید۔ پس مطلق کفر یہ ہے کہ تمام شریعت محمدیہ سے انکار کرے۔ اور مقید کفر یہ ہے کہ شریعت محمدیہ کے بعض سے انکار کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے اسکو بھی کافر کہا ہے جو ایک فرعی مسئلے سے انکار کرے جس پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے جیسا کہ دادے اور نانے کی وراثت کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ وہ شخص نماز روزے کا پابند ہو۔ پس وہ شخص جو صلحاء سے دعا مانگے اور اُن کے لئے عبادت کرے وہ کیونکر مومن ہو سکتا ہے؟ اور یہ مسئلہ مذاہب اربعہ کی کتابوں میں موجود ہے؛

شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ صحابہ کرام نے مانعین زکوٰۃ کو کافر قرار دیا اور اُن سے جہاد کیا

باوجودیکہ وہ کلمہ شہادت پڑھتے تھے۔ اور نماز۔ روزہ و حج کے پابند تھے۔ اور اسپر امت کا اجماع ہے کہ بنی عبید' قداح' کافر ہیں۔ حالانکہ وہ کلمہ شہادت پڑھتے تھے اور نماز کے پابند تھے۔ اور قاہرہ' مصر' وغیرہ میں مساجد بناتے تھے۔ اور یہ بھی انہوں نے ذکر کیا کہ ابن جوزی نے ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر لکھا کہ اُن سے جہاد واجب ہے۔ اور اس رسالے کا نام "النصر علی مصر" اور فرمایا کہ جس شخص کو علم اور دین کے ساتھ کچھ بھی مناسبت ہو وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔ پس قبر پرستوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں' قیامت کے متعلق ایمان رکھتے ہیں یہ صرف عوام کی آنکھ میں خاک جھونکنا ہے۔ اور اُن کے شرک کو رواج دینے کے لئے ایک عیارانہ کوشش ہے۔ اگرچہ قبر پرستوں کے ایمان و اسلام کے متعلق اُن کے حامی کوشش کریں۔ لیکن اللہ اور اُس کا رسول اور مومنین اس سے بری ہیں' اور تقدیر۔ جبر۔ امامت۔ تشیع اور اس قسم کے دوسرے مسائل اُن کے متعلق شیخ کا وہی عقیدہ ہے جو سلف صالح اور ائمہ دین کا تھا۔ شیخ ان تمام عقائد سے جو قدریہ۔ مرجیہ۔ جبریہ۔ روافض۔ شیعہ وغیرہ کے ہیں۔ ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ وہ تمام اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے دوستی رکھتے تھے۔ اور ان میں جو کچھ اختلافات تھے ان میں خاموشی ان کا شیوہ تھا اور اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ تمام لوگوں میں سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگذر کرے۔ اور اللہ کی بخشش' احسان' فضل و کرم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں' کیونکہ اُن کے فضائل اور اللہ کے دین کے لئے جہاد اور اسلام کو اُن کا سب سے پہلے قبول کرنا۔ اور جو اُن کے ہاتھوں علم نافع اور عمل صالح کی برکت سے لاکھوں انسانوں کے دل مفتوح ہوئے اور اُن کے ہاتھوں مختلف ممالک پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔ شرک' بت پرستی' آتش پرستی' کواکب پرستی اور ایسے ہی اور طرح طرح کی جہالتیں اُن کے مبارک ہاتھوں سے مٹیں'

اور شیخ موصوف ان تمام افعال شنیعہ سے بیزاری کا اظہار کرتے جو روافض کا شیوہ ہے اور اُن کا عقیدہ تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر عمر رض پھر عثمان رض پھر علی رضی اللہ عنہم تھے'

اور شیخ موصوف کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ قرآن مجید جسے جبرائیل امین لیکر آئے اور سید المرسلین خاتم النبیین کے دل پر اُس کا القاء ہوا وہ اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ اور جہمیہ کی رائے سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید مخلوق ہے۔ اور جمہور سلف سے اُن کے متعلق کفر کا فتویٰ نقل کرتے تھے۔ اور کلابیہ کی رائے سے بھی بیزاری کا اظہار کرتے۔ جن کا عقیدہ ہے

کہ کلام الٰہی ایک امر معنوی ہے جو کہ نفس باریتعالےٰ کے ساتھ قائم ہے۔ اور جبرائیل علیہ السلام جو کلام لیکر آئے ہیں یہ حکایت اور تعبیر ہے۔ اس معنیٰ نفس سے اور سب سے پہلے جس نے یہ خیال ظاہر کیا وہ ابن عبداللہ بن کلاب تھا۔ اور اس سے اشعری[1] اور قلانسی وغیرہ نے لیا۔

اور بدعات صوفیہ اور ارباب طریقت کے وہ تمام اعمال جو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہوں مثلاً خلاف شرع وظائف واذکار اور چلہ کشی وغیرہ سب ناجائز سمجھتے تھے۔ کسی فقیہ کی رائے یا عالم کی مذہب کیوجہ سے کسی حدیث کو چھوڑنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حدیث رسول اللہ کی عزت اُن کے دل میں اس سے کہیں زائد تھی۔ کہ کسی ایک مجتہد کے قول کیوجہ سے اُسے چھوڑ دیا جائے جیساکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی حدیث کے ہوتے ہوئے کسی فقیہ یا مجتہد کی رائے ہمارے لئے حجت نہیں ۔

ہاں ضرورت کے وقت اور ایسی حالت میں جبکہ احادیث رسول ؐ کے متعلق واقفیت نہو یا اگی اہلیت نہو یا قواعد استنباط سے بے خبر ہو تو تقلید کی اجازت دیتے تھے۔ لیکن یہ بھی اجازت عام نہ تھی بلکہ نہائت ضرورت اور تکلیف کی حالت میں اور قول مجتہد کو اُسوقت تک واجب العمل نہ سمجھتے جبتک کہ اُس کی کوئی دلیل کتاب وسنت سے ثابت نہو جاتی۔ جیساکہ عام طور پر غالی مقلدین کا مسلک ہے۔ آپ ائمہ اربعہ سے محبت رکھتے اور اُن کے علم وفضل، امانت ودیانت کے معترف تھے۔ اور اُن کا عقیدہ تھا کہ ائمہ اربعہ اپنے فضائل اور مناقب کے لحاظ سے کسی زبان دراز اور یاوہ گو کی لغویت کی رسائی سے بہت بلند ہیں۔ اور آپ تمام اہل اسلام سے محبت رکھتے تھے۔ اور علماء اسلام کیا اہل حدیث، کیا اہل فقہ وتفسیر اور کیا اہل زہد وعبادت سب سے محبت کرتے اور ائمہ دین، سلف صالحین سے تعزد کو ناجائز سمجھتے۔ اور دین میں کوئی ایسی بات پیدا نہ کرتے جس کی لئے کوئی اصل نہ ہوتا۔ اور جس کے لئے ائمہ حدیث اور اہل علم کے اقوال سے ثبوت ہوتا۔ اور ان تمام احکام پر ایمان رکھتے تھے جو کتاب اللہ میں موجود ہیں۔ اور جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں مثلاً مسلمانوں کا خون، اُن کی مال ودولت، اُن کی عزت وعصمت کو واجب احترام سمجھتے۔ اور ان میں کی کسی چیز کو بھی جائز ومباح نہ قرار دیتے تھے۔ مگر جسکو کہ شریعت نے روا رکھا یا جس کو رسول اللہ نے مباح الدم اور ناقابل اعتراض قرار دیا ہو۔ اور جس کسی نے شیخ موصوف کی طرف ان عقائد کے خلاف کسی اور چیز کی نسبت کی وہ کذاب اور مفتری ہے۔ ان سے بغیر علم اور واقفیت کی جو کچھ کہا

[1] کچھ مدت کے بعد اشعری اس عقیدہ سے تائب ہو گئے تھے اور سلف کے مطابق اپنے عقیدہ کا اظہار متعدد تصانیف میں کیا۔ (مترجم)

یہ خدا کے ہاتھ میں ہے اگر چاہے ان کو عذاب دے چاہے معاف کر دے اور یہ ان کا یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ موحدین کی ایک جماعت کو آگ سے آزاد کریگا جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا۔

دینی مسائل میں جنگ و جدل کو ناپسند سمجھتے ہیں خصوصًا تقدیر کے مسئلہ میں اور مسائل علم کلام میں مناظرے کو ایک نہایت ہی امر مذموم اور شنیع سمجھتے ہیں۔ ان روایات کو تسلیم کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہو چکی ہیں اور اسی طرح وہ آثار جنہیں ثقہ اور عدل راویوں نے دوسرے ثقہ اور عدل راویوں سے نقل کیا ہے اور اسکی لم تلاش کرنے کے درپے نہیں ہوتے اور نہ اسپر شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ یہ بدعت ہے۔

اور انکا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی بدی کا حکم نہیں دیا بلکہ اس سے منع کیا اور نیکی بھلائی کا حکم دیا۔ صحابہ کرام کے مرتبے کو خوب پہچانتے ہیں ان کے فضائل و مناقب کو پیش نظر رکھتے ہیں اور ان کے اختلافات سے چشم پوشی کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ سب سے افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ کو سمجھتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ وہی خلفائے راشدین المہدیین ہیں اور رسول اللہ ؐ کے بعد تمام لوگوں سے افضل۔ ان تمام احادیث کی تصدیق کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف نزول فرمانا ثابت ہے۔

کتاب وسنت ان کیلئے اصل الاصول ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ" اگر تمہارا کسی معاملے میں نزاع ہو تو اسکو اللہ اور اسکے رسول کے سامنے پیش کرو اگر تم اپنے ایمان میں سچے ہو اور ان کا عقیدہ ہی کہ اتباع سلف صالحین اور ائمہ دین ایک ضروری چیز ہے کوئی نئی بات ان کے دین میں نہیں نکالتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو اور اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز آئیگا جیسا کہ اسنے فرمایا "وجاء ربك والملك صفا صفا" آئیگا رب تیرا اور فرشتے صف در صف۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے جس طرح چاہتا ہے جیسا کہ اسنے فرمایا "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" ہم انسان کے شہرگ کے بھی قریب ہیں۔

عید۔ جمعہ۔ جماعت ہر امام کے پیچھے جائز سمجھتے ہیں۔ امام فاسق ہو یا فاجر اور مسح علی الخفین (موزے) سفر و حضر میں جائز سمجھتے ہیں اور مشرکین کے ساتھ جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اسوقت سے جبکہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اسوقت تک جبکہ ایک چھوٹی سی جماعت دجال کے ساتھ جہاد کریگی۔ اور مسلمان ظالم بادشاہوں سے بغاوت کو ناجائز جانتے ہیں اور ان کیلئے

پیش کرتے۔ ہر موقع پر انہیں ایک دوسرے کو نیک کاموں کی نصیحت فرماتے اور اس کی ترغیب دیتے رہتے۔ نیز حق کے اظہار پر آمادہ فرماتے؛

مسلک

امیر موصوف نے علماء کی مجلس میں جو کچھ فرمایا تھا ہم نے بھی اپنے واضح کر دیا کہ جو چیز کتاب وسنت یا آثار سلف صالحین سے ثابت ہو جائے ہم اسے بدل و جان قبول کرنے کے لئے تیار ہیں سلف صالحین میں سب سے پہلے خلفاء راشدین آتے ہیں جن کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی پس تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت پر قائم رہنا؛

خلفاء راشدین کے بعد ائمہ اربعہ مجتہدین ہیں۔ ائمہ اربعہ کے بعد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ائمہ اربعہ سے علم حاصل کیا اور اسی طرح ہم تیسری قرن تک کے بزرگوں کے اقوال و آثار کے ماننے اور قبول کرنے کیلئے تیار ہیں۔ خود حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے خیرکم قرنی۔ ثم الذین یلونھم۔ ثم الذین یلونھم۔ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اس کے بعد آئیگا۔ اور پھر وہ جو اس کے بعد آئیگا؛

ہم نے کہہ دیا کہ ہم حق کے تابع ہیں جس طرف حق ہوگا ہم اسی طرف جائیں گے۔ ہم کھلی دلیل کے تابع ہیں۔ اور اس کے قبول کرنے میں کسی کی مخالفت ہمیں روک نہیں سکتی۔ اور نہ ایسی مخالفت کی ہمیں پرواہ ہے۔ اس پر سارے حاضرین متفق ہو گئے کسی کو بھی اعتراض کی گنجائش نظر نہ آئی۔

مُردوں سے استعانت

پھر مردوں سے مرادیں مانگنے پر لوگوں سے دریافت کیا کہ کسی کو کوئی شبہ ہو تو پیش کرے۔ یا کوئی سوال کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے۔ حاضرین مجلس میں سے بعض نے چند شبہات پیش کئے۔ ہم نے کتاب وسنّت کے قاطع دلائل سے ان کو مسکت جواب دیدیا۔ اس کے بعد سب مطمئن ہو گئے۔ اور کسی کے دل میں ہمارے مقصد کے متعلق کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا۔ لوگوں نے جان لیا کہ ہم ایسی باتوں کے منع کرنے میں حق بجانب ہیں۔ یہ ایسی درخشاں سچائی ہے جو ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک ہے۔

مجمع کے لوگوں نے بلا ہمارے کہنے اور اقرار لینے کے قسمیں کھا کھا کر ہماری تائید شروع کر دی۔ اور کہا کہ ان دلائل نے ہمارے سینے کھول دیئے۔ ہمارے دل مطمئن ہو گئے اور ہمیں قطعی طور پر

یقین ہو گیا کہ جو کوئی یا رسول اللہ (صلعم) یا۔ یا ابن عباس یا۔ یا عبدالقادر جیلانی یا اور کسی بزرگ مخلوق کو پکارے یا اس کی دہائی دے۔ اس پکارنے سے اس کا مدعا دفع شر یا طلب خیر ہو یعنی ایسے امور میں امداد حاصل کرنا ہو جو خدا کے سوا کسی اور کے اختیار میں نہیں ہیں۔ مثلاً کسی بیمار کا تندرست کرنا یا دشمن پر فتح حاصل کرنا یا کسی دکھ سے محفوظ رہنا وغیرہ۔ تو ایسے امور میں خدا کے سوا کسی دوسرے سے امداد کا طلب کرنا شرک ہے۔ جو لوگ ایسا کریں وہ مشرک ہیں۔ شرک اکبر کے مرتکب ہیں۔ اگرچہ ان کا عقیدہ یہی ہو کہ فاعل حقیقی فقط رب العزت ہے۔ اور ان صالحین سے دعا کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ان کی سفارش سے مراد بر آئیگی۔ گویا یہ ایک واسطہ ہیں یعنے ان کا فعل بہر حال شرک ہے۔ اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے . . . اور ان کے اموال کا لوٹ لینا مباح ہے

صالحین کے قبور پر قبے

آج کل صالحین کی قبور پر جو گنبد اور قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں۔ لوگ اُن سے مرادیں مانگتے ہیں۔ وہاں جاکر رو رو کر گڑگڑا کر درخواستیں پیش کرتے ہیں۔ مصائب کے وقت ان کو غائبانہ پکارتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح زمانۂ جاہلیت میں مشرک پکارا کرتے تھے۔ ہماری اس مجلس میں مکہ مکرمہ کے مشہور حنفی مفتی شیخ عبدالملک قلیعی اور مالکیہ کے مفتی شیخ حسین مغربی اور عقیل بن یحیی علوی بھی موجود تھے۔

دلائل سے لوگوں کو مطمئن کر دینے کے بعد ہم نے وہ تمام قبے اور تمام مقامات جن کی تعظیماً واعتقاداً پرستش ہوتی تھی یا جن کی طرف لوگ نفع کی خواہش اور نقصان کے دفعہ کے لئے جاتے تھے منہدم کرا دئے۔ اور قبروں کے اوپر کے تمام قبے وغیرہ گروا دئیے یہاں تک کہ اس پاک خطے میں غیر خدا کی پرستش کا کوئی مقام باقی نہ رہا۔ اس پر اللہ تعالٰے کا شکر ہے *

اصلاحی قدم

اس کے بعد ہم نے تمام شراب خانے، بھنگڑ خانے، اور بدکاریوں کے تمام اڈے ایک ایک کرکے اڑا دئے۔ اور منادی کرا دی کہ تمام لوگ پانچ وقت کی نمازوں میں باقاعدہ حاضر ہوں اور کسی ایک مقلد امام کے پیچھے (ائمہ اربعہ میں سے) ملکر باجماعت نماز ادا کریں؛

اس طرح اجتماع کلمہ کا سامان ہوا۔ حرم پاک میں صرف ایک خدا کی عبادت ہونے لگی۔ لوگوں میں

اور شرک خدا کی طرف نسبت ولد کرنے سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ اس لئے کہ نسبتاً ولد حق مخلوق میں کمال ہے۔ لیکن شرک مخلوق کے حق میں بھی نقص ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ تم خدا کے ساتھ شریک مقرر کرتے ہو بھلا بتلاؤ تو سہی کہ تمہارے غلام اگر تمہارے مال میں شریک بنیں تو تم اس کو گوارا کر سکتے ہو؟ تو خدا کے ساتھ اس کے بندوں کو کس طرح شریک سمجھتے ہو۔ یہ کیسی عقل ہے؟

فاطمیہ کا نکاح غیر فاطمیہ سے اجماعاً جائز ہے۔ بلکہ اس میں کوئی کراہیت نہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنی بیٹی بیاہ دی تھی۔ اور دونوں بزرگوں کا فعل ہمارے لئے سند ہے۔ اور سکینہ بنت حسین بن علی نے چار ایسے آدمیوں سے شادی کی جو فاطمی نہیں تھے، بلکہ ہاشمی بھی نہیں تھے۔ اور بغیر انکار کے سلف کا عمل ہمیشہ اس پر رہا ہے۔ ہاں کوئی خود اگر غیر کفو سے شادی کرنے سے پرہیز کرے تو ہم اس کو خواہ مخواہ غیر کفو سے شادی پر مجبور نہیں کرتے۔ اور عرب سب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ بعض ملکوں میں جو رواج ہو گیا ہے کہ اس کو منع کرتے ہیں یہ ان کے تکبر اور اپنے آپکو بڑا سمجھنے کی دلیل ہے کہ دوسروں کو اپنے برابر نہیں سمجھتے۔ بلکہ ایسا تکبر کرنے سے بعض وقت فساد ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ اکثر ہوا ہے؛

ہماری[لہ] رائے میں غیر کفو سے نکاح جائز ہے۔ زید نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت زینب سے نکاح کیا؛

اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنیوالا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو کہ جو کوئی یوں کہے۔ یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں۔ تو وہ شخص مشرک ہوگا اور اُس کا خون مباح ہوگا۔ لہٰذا اس صورت میں غالب امت محمدیہ کو کافر کہنا پڑیگا۔ کیونکہ ان کے معتبر علماء نے اس بات کو مندوب و جائز قرار دیا ہے۔ بلکہ جو اس کے برخلاف کہے انہوں نے اس کی ملامت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لازم نہیں۔ اور یہ مقررہ اصول ہے کہ لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا۔ ہم خدا کو جہت علو و بلندی میں مانتے ہیں۔ مگر اس سے ہم مجسمہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جہت علو احادیث سے ثابت ہے۔ اور مرے ہوؤں کی بابت ہمارا یہ قول ہے کہ یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی جس کو ہماری دعوت توحید پہنچگئی۔ اور اسپر حق واضح ہو گیا۔ مگر پھر بھی وہ حق کو نہ ماننے

لہ زینب قریشی تھیں اور زید غلام تھے اور ام المومنین ہونے سے پہلے زید سے نکاح کیا تھا (مترجم)

اور ضد کرے اور غلط راہ پر اڑا رہے جس طرح اکثر لوگ توحید کو جان کر بھی ضد سے شرک پر اڑے رہتے ہیں۔ اور حق کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اس طرح دیدہ و دانستہ مشرک بنے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصّہ ان لوگوں کا ہے جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں۔ وہ واجبات سے روکتے ہیں۔ اور کبائر محرمات کے کھلم کھلا مرتکب ہوتے ہیں اور گاہ بگاہ ہمیں قلیل التعداد جماعت کے فائدہ کے لئے لڑنا بھی پڑتا ہے۔ تا کہ ایسے خیالات وسیع نہ ہو جائیں۔ اور وفات شدہ اشخاص کو ہم معذور سمجھتے ہیں۔ ان سے غلطی ہونا ممکن ہے۔ وہ معصوم تو نہ تھے۔ خواہ مخواہ اعتراض کرنے والے غلطی پر ہیں۔ اور غلطی کرنا کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ ان سے بہتر لوگوں سے بھی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ مثلاً عمرؓ کو مہر کے مسئلہ میں جب ایک عورت نے تنبیہ کی تو آپ نے رجوع فرمالیا۔ اس قسم کی بہت مثالیں ہیں جو تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ صحابہؓ سے بھی کبھی غلطی سرزد ہوتی تھی۔ حالانکہ انوار نبیؐ ان میں ساری تھے اور خود نبیؐ ان میں موجود تھے۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے بھی ذات انواط بنائے جائیں جس طرح کہ دوسرے لوگوں کے ذات انواط ہے۔ اگر آپ یہ سوال کریں کہ یہ اس شخص کیلئے ہے جو بھول چوک سے ایسا کرے۔ مگر جب اس کو تنبیہ کی جاوے۔ تو وہ فوراً باز آجائے۔ لیکن اس شخص کی نسبت کیا فیصلہ ہے جو دلائل تحریر کرے۔ اور بزرگ اماموں کے اقوال سے واقف ہو جائے مگر پھر بھی اس غلط راہ پر جما رہے۔ اور مرتے دم تک اس حالت سے بال برابر بھی نہ ہٹے۔ میں کہتا ہوں ایسے شخص کو معذور سمجھنے میں کوئی مانع نہیں ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔ اور نہ ہم ایسے اشخاص کو خطاکار سمجھتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی خطا پہ مستمر رہیں۔ کیونکہ آج کل کوئی ایسا مرد میدان نہیں جو ایسے غلط مسائل کا مقابلہ تلوار اور نیزے اور زبان سے کرے۔ تو لوگوں پر حق کس طرح واضح ہو سکتا ہے۔ اور ان پر حجت کیسے قائم ہو سکتی ہے۔ بلکہ اکثر مذکورہ مولفوں کا اتفاقی طریقہ یہ ہو چکا ہے کہ ایسے مسائل میں ائمہ سنت کے کلام کو مطلقاً ترک کر دیا ہے۔ اور جس کو اس کی کچھ خبر بھی ہو جائے تو وہ بھی اس کلام کے اثر کرنے سے پہلے اس سے روگردان ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ سے ان کے بڑے چھوٹوں کو ایسی کتابوں کے دیکھنے سے ہی منع کرتے رہے تو حق لوگوں پر کس طرح منکشف ہو سکتا ہے دوسری طرف سے بادشاہوں کا رعب ان کے دلوں میں حق بات کے موثر ہونے سے مانع ہے۔ بہت کم ایسے ہیں جن پر کلام توحید کا اثر ہو۔ حضرت معاویہؓ نے بھی حضرت علیؓ سے جدائی اختیار کی بلکہ جنگ کیلئے تیار ہوئے۔ حالانکہ اجماعاً وہ اس میں خطا پر تھے۔ اور وہ اسی خطا پر گذر بھی گئے

مگر اجماعاً کسی سلف سے بھی اُن کی تکفیر کی روایت منقول نہیں ہوئی۔ اور نہ اُن کو فاسق کہنے کی روایت کہیں آئی ہے۔ بلکہ ان کے لئے اجر اجتہاد ثابت کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ اس میں خطا پر تھے۔ اہل سنت میں یہی بات مشہور ہے۔ اسی طرح ہم بھی دیندار، نیک بخت، نیک سیرت، عالم و پرہیزگار و زاہد شخص کو کافر نہیں کہتے۔ اور جو شخص امت کی اصلاح کرے۔ علوم نافعہ پڑھائے۔ اور تالیفات کرے۔ اس کی تکفیر بھی نہیں کرتے۔ خواہ اگرچہ وہ ان مسائل وغیرہ میں خطا کار بھی ہو۔ جس طرح کہ ابن حجر ہیثمی کا حال ہے جن کے خیالات کا الدر المنظم سے پتہ چلتا ہے ان کے وسیع العلم ہونے کو ہم تسلیم کرتے ہیں اس لئے ہم ان کی کتابوں کو معتبر سمجھتے ہیں۔ مثلاً اربعین و زواجر وغیرہ۔ ہم ان کو مانتے ہیں اور ان کی نقل کردہ باتیں گوش دل سے سنتے ہیں۔ کیونکہ وہ علماء مسلمین میں سے ہیں۔ یہ خطاب ہمارا ایسے اشخاص کیلئے ہیں جو عقلمند ہوں، عالم ہوں، منصف و غیر متعصب ہوں۔ کہنے والے کی بات کو اچھی پاؤ۔ تو سنو اور قبول کرو۔ یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے۔ جو شخص حق اور غیر حق کی تمیز سے گذر کر محض اپنی مالوفات ہی کو لازم پکڑنے کا عادی ہے اس کی مثال ایسی ہے جس طرح کہ خدا نے فرمایا۔ کہ کافر کہتے تھے کہ مسلمانو! ہم تمہاری نصیحتیں نہیں سُنتے۔ بلکہ جو رسم و رواج ہمارے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے ہم تو اسی پر قائم رہیں گے۔ تو ایسے شخص سے ہمارا خطاب نہیں۔ بلکہ ان کا ٹیڑھا پن موحدوں کی تلواریں سیدھا کریں گی۔ اور خدا کے فضل سے موحدوں کے لشکر ہمیشہ مظفر و منصور رہینگے اور اُن کے پرچم سعادت و اقبال کی فضا میں اڑتے رہیں گے۔ ظالم جلد معلوم کر لینگے کہ وہ کس بد انجامی کو پہنچتے ہیں۔ اور خدا کی جماعت ہی غالب ہو کر رہیگی۔ اور خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ بیشک ہمارا لشکر ہی غالب رہیگا اور مومنوں کی نصرت و اعانت ہم پر واجب ہے۔ اور متقی لوگوں کیلئے ہمیشہ نیک نتیجہ ہے۔

بدعت

بدعت کی نسبت ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو مذہب میں نئی بات قرون ثلٰثہ کے بعد پیدا ہوئی وہ مطلقاً مذموم ہے۔ ہم بدعت کو حسن و قبح یا پانچ اقسام میں تقسیم نہیں کرتے۔ ہاں اس اختلاف میں جمع کی صورت یہ ہے کہ کہیں کہ حسنہ وہ ہے جس پر سلف صالحین کا عمل تھا۔ اور اس میں سنت واجب و مندوب اور مباح سب کو شامل کر لیں۔ تو اس صورت میں بھی اس کو محض مجازاً بدعت